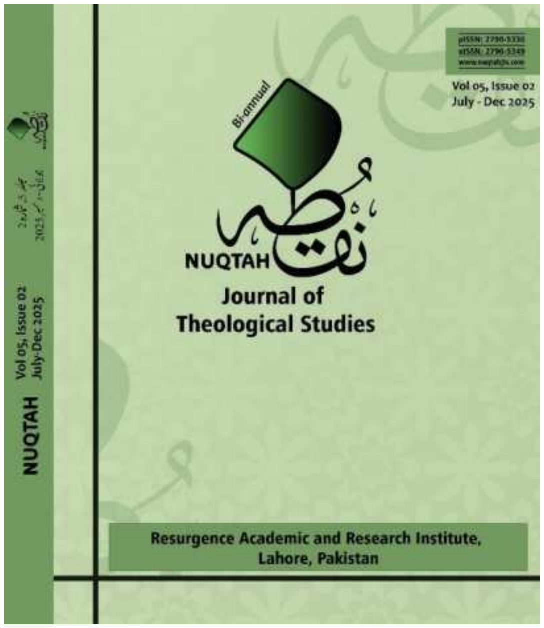

Nuqtah journal of Theological Studies

Editor: Dr Shumaila Majeed

(Bi-Annual)

Languages : English, Urdu, Arabic

pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349

https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published by

Resurgence Academic and Research Institute Lahore (53720), Pakistan

Email: editor@nuqtahjts.com

تفسیر القرآن میں تاریخی اور ثقافتی تناظر کا کردار

The Role of Historical and Cultural Context in Tafsir al-Qur’ān: An Analytical Study

Mishal Saddiqa

PhD scholar, Department of Islamic Studies, The Government Sadiq College Women University Bahawalpur.

mishal.sadiqabwp@gmail.com

Dr. Yasmin Nazir

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The Government Sadiq College Women University Bahawalpur

Email: yasmin.nazir@gscwu.edu.pk.

Published online: 30 Sep, 2025

View this issue

OPEN ACCESS

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found at:

https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

Abstract

The interpretation of the Qur'ān (tafsir) has never been a purely linguistic or theological exercise; it has always been deeply intertwined with the historical circumstances of revelation (asbāb al-nuzūl), the socio-cultural environment of seventh-century Arabia, and the evolving cultural realities of subsequent Muslim societies. This study critically examines the indispensable role played by historical and cultural contexts in both classical and contemporary Qur'ānic exegesis. It argues that a proper understanding of the occasions of revelation, pre-Islamic Arabian customs (ʿurf al-jāhiliyyah), linguistic conventions of the Quraysh, and the lived experiences of the first Muslim community is essential for avoiding literalism, anachronism, and misinterpretation of the sacred text.Drawing on seminal works of classical tafsir (such as al-Ṭabarī, al-Qurṭubī, al-Rāzī, Ibn Kathīr, and al-Suyūṭī) and modern contextual approaches (including those of Fazlur Rahman, Muhammad Arkoun, Nasr Hamid Abu Zayd, Abdullah Saeed, and Amina Wadud), the research demonstrates how historical-cultural awareness has shaped major interpretive methodologies: tafsir bi'l-maʾthūr, tafsir bi'l-raʾy, thematic tafsir, and socio-historical tafsir. Special attention is given to controversial issues such as the interpretation of gender-related verses, rulings on slavery, warfare, and interfaith relations, showing how neglect or overemphasis of historical context has led to markedly different conclusions across time and space.The study further explores the implications of cultural context for contemporary Muslim societies living in pluralistic, post-colonial, and digital environments. It contends that while the Qur'ān's universal message transcends its original milieu, authentic and relevant interpretation in the 21st century demands a balanced integration of historical fidelity and contextual sensitivity. The paper concludes that responsible tafsir in the modern age must combine rigorous historical scholarship with an ethical awareness of present cultural realities, thereby enabling the Qur'ān to remain a living guide rather than a frozen relic.

Keywords:

Qur'ānic exegesis, historical context, asbāb al-nuzūl, cultural hermeneutics, contextual tafsir, classical tafsir, contemporary interpretation, socio-historical approach۔

تعارف:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلامِ ابدی ہے جو نہ صرف ساتویں صدی عیسوی کے عرب معاشرے میں نازل ہوا بلکہ ہر زمانے اور ہر مقام کے انسانوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اس کی یہ عالمگیریت ہی اس امر کی متقاضی ہے کہ اس کے مخاطب اسے اپنے وقت، اپنی زبان، اپنی ثقافت اور اپنی سماجی حقیقت کے تناظر میں سمجھیں۔ مگر اسی عالمگیریت کے ساتھ ساتھ قرآن ایک تاریخی متن بھی ہے؛ اس کی آیات مخصوص واقعات، سوالات، چیلنجز اور سماجی حالات کے جواب میں نازل ہوئیں۔ لہٰذا اس کے معنی اخذ کرنے میں تاریخی پس منظر (أسباب النزول)، لسانی استعمال (عربیت القرآن)، جاہلیہ کے رسم و رواج، قبائلی اقدار اور مکہ و مدینہ کے سماجی ڈھانچے کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ کلاسیکی مفسرین نے اسی حقیقت کو سمجھتے ہوئے اپنی تفاسیر میں اسنادِ نزول، لغت، شعرِ جاہلی، سیرت اور عربوں کے معمولات کو بنیادی حیثیت دی، کیونکہ ان کے نزدیک قرآن کا

درست فہم اس کے نزولی ماحول سے الگ نہیں ہو سکتا۔ آج جب مسلمان دنیا بھر میں مختلف ثقافتی، سیاسی اور تہذیبی دائروں میں سانس لے رہی ہے، جب سیکولر، لبرل، پوسٹ ماڈرن اور ڈیجیٹل تناظرات نے نئی سوالات اٹھا دیے ہیں، تب تاریخی و ثقافتی سیاق کو سمجھنے کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ جن آیات کو چودہ صدیوں سے ایک مخصوص تاریخی پس منظر میں سمجھا جاتا رہا، آج انہی کو موجودہ سماجی مسائل (صنفی مساوات، انسانی حقوق، جنگ و امن، معیشت، سائنس) پر براہ راست منطبق کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس عمل میں اگر تاریخی تناظر کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا جائے تو نہ صرف متن کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے بلکہ غلط فہمیاں اور انتہا پسندی کو جنم ملتا ہے۔ دوسری طرف اگر صرف تاریخی تناظر پر جم جائیں اور موجودہ ثقافتی حقیقت سے لاتعلقی اختیار کر لیں تو قرآن ایک میوزیم کی چیز بن کر رہ جاتا ہے۔ اس تحقیق کا بنیادی مقصد ان دونوں انتہاؤں سے بچتے ہوئے یہ ثابت کرنا ہے کہ قرآن کی صحیح اور زندہ تفسیر وہی ہے جو تاریخی صداقت اور عصری مطابقت دونوں کو یکجا کرے، تاکہ یہ کلامِ الٰہی ہر دور میں انسانیت کے لیے مشعلِ راہ بنا رہے۔

تاریخی تناظر (اسباب النزول) کی اہمیت

قرآن کی بہت سی آیات کے نزول کی کوئی نہ کوئی خاص وجہ ہوتی ہے جسے "سبب نزول" کہتے ہیں۔ یہ وجوہات اگر معلوم نہ ہوں تو آیت کا مفہوم محدود یا غلط ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر:

- سورہ التوبہ کی آیت اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًالَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ[1] میں "مسجد ضرار" کا ذکر ہے۔ اگر ہمیں یہ معلوم نہ ہو کہ منافقین نے مکہ فتح ہونے سے پہلے ایک مسجد بنائی تھی تاکہ مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں اور تفرقہ ڈالیں، تو ہم اس آیت کو محض ایک عمارت کے بارے میں سمجھ بیٹھیں گے۔ لیکن تاریخی واقعہ معلوم ہونے کے بعد آیت کا اصل پیغام کھل کر سامنے آتا ہے کہ منافقت اور فتنہ کی کوئی بھی شکل قبول نہیں کی جائے گی۔
- اسی طرح سورہ عبس (۸۰) کی ابتدائی آیات عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے واقعے کے بغیر ادھوری لگتی ہیں۔ اس واقعے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دعوتِ دین میں امیروں کو ترجیح دینا اور غریب و نابینا کو نظر انداز کرنا نبی کریم ﷺ کے شایانِ شان نہیں۔
- امام سیوطی رحمہ اللہ نے "لباب النقول فی اسباب النزول" میں لکھا ہے کہ سبب نزول کا علم آیت کے مفہوم کو خاص کرتا ہے مگر حکم کو عام رکھتا ہے۔ یعنی واقعہ خاص ہے لیکن سبق سب کے لیے ہے۔

ثقافتی تناظر اور عرب معاشرہِ جاہلیت

قرآن عربوں ہی کی زبان میں نازل ہوا اور انہی کے رسم و رواج کو سامنے رکھ کر اصلاح لایا۔ اس لیے جاہلیت کے کچھ رسم، محاورات اور سماجی ڈھانچے کو سمجھے بغیر بہت سے معانی واضح نہیں ہوتے۔ مثال کے طور پر:

- "كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ"[2] میں "تراقی" (گردن کی ہڈیاں) کا لفظ عربوں کے نزدیک موت کے آخری لمحات کی علامت تھا۔
- سورہ الفیل کا واقعہ مکہ کے لوگوں کے لیے ایک زندہ تاریخ تھی، اسی لیے اسے محض تاریخی قصہ نہیں بلکہ اللہ کی قدرت کا زندہ نشان سمجھا جاتا تھا۔
- لفظ "الربا" (بڑھوتری) کو عرب سود کے کاروبار میں استعمال کرتے تھے جس میں قرض کی رقم میں بار بار اضافہ کیا جاتا تھا۔ اس ثقافتی استعمال کے بغیر ربا کی حرمت کی شدت کا اندازہ مشکل ہے۔

ڈاکٹر محمد حسین الذھبی اپنی کتاب "التفسیر والمفسرون" (جلد ۱، ص ۱۸۵-۱۹۵) میں لکھتے ہیں کہ قرآن کو عربوں کے سماجی، لسانی اور نفسیاتی ماحول سے الگ کر کے سمجھنا ایک بڑی غلطی ہے، کیونکہ قرآن نے اسی ماحول کو مخاطب کر کے انقلاب برپا کیا۔

تاریخی و ثقافتی تناظر کی حدود

تاریخی و ثقافتی تناظر قرآنِ مجید کی تفسیر کے لیے نہایت مفید اور ضروری ہے، مگر یہ کوئی لامحدود اختیار نہیں۔ اگر اسے بلا حدود استعمال کیا جائے تو قرآن کی عالمگیریت، ابدیت اور لازوال حیثیت مجروح ہو سکتی ہے۔ ائمہ علوم القرآن نے اس تناظر کو ایک "کلید" قرار دیا ہے، نہ کہ "قید"۔ یعنی یہ دروازہ کھولتا ہے، بند نہیں کرتا۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اسے خوبصورت انداز میں واضح کیا:

"شأن النزول والمادة الثقافية مرآة لفهم الآية، لا حداً للحكم"[3]

یعنی سبب نزول اور ثقافتی مواد آیت کے فہم کے لیے آئینہ ہے، حکم کی حد نہیں۔

تاریخی و ثقافتی تناظر کی شرعی و عقلی حدود

تاریخی و ثقافتی تناظر کوئی "قید" نہیں بلکہ "کلید" ہے۔ وہ دروازہ کھولتا ہے مگر اندر کا خزانہ لامحدود ہے۔

شیخ محمد الغزالی رحمہ اللہ اپنی کتاب "نحو تفسير موضوعي للقرآن الكريم" میں لکھتے ہیں:

"جو مفسر تاریخی اسباب کو اتنا غالب کر دے کہ عالمگیر پیغام دب جائے، وہ قرآن کا حق ادا نہیں کرتا۔ اور جو بالکل نظر انداز کر دے، وہ بھی قرآن کے نزولی شان سے ناآشنا ہے۔"[4]

تاریخی و ثقافتی تناظر کی شرعی و عقلی حدود درج ذیل ہیں:

1. تناظر خاصیت کو عامیت پر غالب نہیں کر سکتا:

سببِ نزول خاص ہوتا ہے، حکم عام۔ اسے خاص تک محدود کرنا قرآن کی ابدیت کے خلاف ہے۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

"لا يجوز تخصيص العام بسبب النزول إلا بدليل قاطع"[5]

2. ثقافتی رسم کی حرمت یا حلت کو ابدی حیثیت نہیں دی جا سکتی

جاہلی عرب میں کچھ رسم تھے جو قرآن نے اصلاح کیے بغیر چھوڑ دیے (مثلاً حج کے بعض مناسک)۔ انہیں شرعی حکم نہیں سمجھنا چاہیے۔[6] علامہ ابن تیمیہؒ:

"ما كان من عادات الجاهليه لم ينه عنه القرآن فهو مباح، لا مستحب ولا واجب"

3. تناظر کو قرآن پر مقدم نہیں کیا جا سکتا:

اگر تاریخی روایت قرآن کے صریح نص سے ٹکرائے تو نص مقدم ہے۔ امام شافعیؒ کا قول:

"كل ما حكم القرآن فهو الحق، وإن خالف خبر الواحد"[7]

4. عصری ثقافت کو جاہلی ثقافت پر قیاس کرنا جائز نہیں:

آج کی مغربی تہذیب کو جاہلیتِ عربہ سے ایک سمجھنا اور ہر چیز پر وہی حکم لگانا غلط ہے۔ دونوں میں بنیادی فرق ہے۔ ڈاکٹر محمد الغزالیؒ:

"لا يصح أن نحكم على المدنية الحديثة بحكم الجاهلية العربية مطلقاً، فإن بينهما فروقاً كبيرة"[8]

5. تناظر کی غلو سے قرآن کی بلاغت و اعجاز متاثر نہیں ہونا چاہیے

بعض مستشرقین (جیسے Richard Bell) قرآن کو صرف "عربوں کی مقامی پیداوار" قرار دیتے ہیں۔ یہ حد سے تجاوز ہے۔ علامہ زرقانیؒ:

"من حصر القرآن في التناظر الثقافي فقد جحده"[9]

حدود سے تجاوز کی چند عصری مثالیں

1. آیاتِ وراثت کو صرف "جاہلی جاگیر داری نظام" تک محدود کر کے آج نئے تقسیمِ میراث کے قوانین بنانا۔
2. آیاتِ جہاد کو صرف "قبائلی جنگوں" تک محدود کر کے آج کے دفاعی جہاد کو رد کرنا۔
3. حجاب کو صرف "عرب عورتوں کی شناخت" تک محدود کر کے آج اسے اختیاری قرار دینا۔

تاریخی وثقافتی تناظر ایک "نقطہ آغاز" ہے، نہ کہ "نقطہ ختم"۔ اس کی حدود یہ ہیں کہ یہ آیت کے فہم میں مدد دے، لیکن حکم کی عالمگیریت، بلاغتِ قرآنیہ اور شرعی احکام کی ابدیت کو محدود نہ کرے۔ جو مفسر ان حدود کا خیال رکھتا ہے وہی قرآن کا حق ادا کرتا ہے۔

عصرِ حاضر میں تاریخی وثقافتی تناظر کا استعمال

قرآن مجید ایک ابدی اور عالمگیر کتاب ہے، لیکن اس کا نزول ایک مخصوص تاریخی وثقافتی ماحول (ساتویں صدی حجاز) میں ہوا۔ عصرِ حاضر کے مفسرین اور محققین اس تاریخی و ثقافتی تناظر کو دوبارہ زندہ کر کے قرآن کے اصولوں کو آج کے بدلتے ہوئے سماجی، معاشی، سیاسی اور سائنسی مسائل پر منطبق کر رہے ہیں۔ یہ عمل نہ تو قرآن کو ماضی تک محدود کرتا ہے اور نہ ہی ماضی سے بے نیاز کرتا ہے؛ بلکہ ماضی کے تناظر کو ایک "تشخیصی آلے" (diagnostic tool) کی طرح استعمال کر کے موجودہ بیماریوں کا علاج تلاش کرتا ہے۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اس طریقہ کار کو بہترین الفاظ میں بیان کیا:

"قرآن کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ اس نے اپنے ابتدائی مخاطبین سے کیا کہا تھا۔ جب یہ معلوم ہو جائے گا تو پھر یہ دیکھنا آسان ہو جائے گا کہ وہ بات آج ہم سے کیا کہہ رہی ہے۔"[10]

عصرِ حاضر میں تاریخی وثقافتی تناظر کے عملی استعمال کی چند نمایاں مثالیں

1. *آیاتِ ربا اور جدید بینکاری نظام*

جاہلی عرب میں سود "مضاعفہ ومزید" کی شکل میں تھا۔ آج کے بینکوں کا منافع (interest) اور کمپاؤنڈ انٹرسٹ اسی کی جدید شکل ہے۔

← محمد عبداللہ درازؒ، الغزالیؒ (معاصر) اور جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی نے اس تناظر سے جدید سود کو حرام ثابت کیا۔[11]

2. * آیاتِ تعدد ازدواج اور عصری یتیمی*

آیت (النساء:۳) یتیم لڑکیوں کی جائیداد ہڑپ کرنے کے جاہلی رسم کے تناظر میں نازل تھی۔ آج جنگوں، قدرتی آفات اور سماجی انتشار کی وجہ سے لاکھوں بچیاں یتیم ہو رہی ہیں۔

← ڈاکٹر محمد الغزالیؒ اور مولانا وحید الدین خانؒ نے اس تناظر سے تعدد ازدواج کو آج بھی جائز اور بعض صورتوں میں ضروری قرار دیا۔[12]

3. * آیاتِ حجاب اور عصری فحاشی*

حجاب کی آیات (الاحزاب:۵۹، النور:۳۱) مکہ و مدینہ کے سماجی حالات میں نازل ہوئیں جہاں آزاد اور لونڈی عورتوں میں فرق کرنے کے لیے لباس تھا۔ آج میڈیا، فیشن انڈسٹری اور جنسی استحصال نے عورت کو "جسمانی شے" بنا دیا ہے۔

← ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے اس تناظر سے حجاب کو عصری ضرورت قرار دیا۔[13]

4. * آیاتِ جہاد اور عصری دہشت گردی*

جہاد کی آیات عرب قبائل کے حملوں اور عہدِ نبوی کے دفاعی حالات میں نازل ہوئیں۔ آج دہشت گردی اور ریاستی جارحیت نئی شکلیں ہیں۔

← مولانا مودودیؒ اور ڈاکٹر فاروق خانؒ نے تاریخی تناظر سے فرق کرتے ہوئے جہاد کو صرف دفاعی اور ریاستی سطح پر قرار دیا۔

5. آیاتِ غلامی اور عصری انسانی حقوق*

جاہلی عرب میں غلاموں کی خرید و فروخت تھی۔ قرآن نے تدریجی طور پر آزادی کا راستہ کھولا۔ آج انسانی سمگلنگ، جبری مشقت اور جدید غلامی موجود ہے۔

سید قطبؒ اور ملک بن نبیؒ نے اس تناظر سے اسلامی معاشرت کو جدید غلامی کے مقابلے میں پیش کیا۔[14]

عصرِ حاضر میں تاریخی و ثقافتی تناظر کا استعمال قرآن کو "متحجر کتاب" یا "محض تاریخی دستاویز" بنانے کے بجائے ایک زندہ اور فعال نظامِ حیات بناتا ہے۔ یہ تناظر ہمیں بتاتا ہے کہ قرآن نے کس بیماری کا علاج کیا تھا، تاکہ ہم آج کی نئی بیماریوں کے لیے وہی دوائی شکل میں استعمال کر سکیں۔ آج کل کچھ مغربی مستشرقین (مثلاً Richard Bell, Régis Blachère) اور ان کے پیروکار قرآن کی آیات کو صرف ساتویں صدی کے عرب قبائلی جھگڑوں تک محدود کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ قرآن کوئی ابدی کتاب نہیں بلکہ ایک مقامی سیاسی و سماجی دستاویز ہے۔ یہ انتہا پسندی ہے۔ دوسری طرف کچھ لوگ تاریخی تناظر کو بالکل نظر انداز کر کے ہر آیت کو براہ راست آج کے مسائل پر چسپاں کر دیتے ہیں۔ یہ بھی افراط ہے۔ درمیانی راستہ وہی ہے جسے امام رازی، طبری، قرطبی اور شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ نے اختیار کیا کہ:

1. پہلے سبب نزول اور ثقافتی پس منظر کو سمجھیں۔
2. پھر اس سے جو عالمگیر اصول نکلے اسے ہر دور پر منطبق کریں۔

تاریخی اور ثقافتی تناظر قرآن فہمی کا ایک ناگزیر حصہ ہے، مگر وہ منزل نہیں، صرف راستہ ہے۔ جب تک ہم یہ نہ جانیں کہ قرآن نے کس ماحول میں کلام کیا، کس رسم کو توڑا، کس محاورے کو استعمال کیا، ہم اس کے گہرے پیغام تک نہیں پہنچ سکتے۔ لیکن جب ہم اس تناظر سے اصول اخذ کر لیں تو پھر قرآن ہر دور کے لیے نیا اور تازہ ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چودہ صدیوں بعد بھی قرآن عرب و عجم، مشرق و مغرب، گنوار اور شہری، سب کے دلوں کو ایک ہی طرح متوجہ کر رہا ہے۔

ثقافتی تناظر اور عرب معاشرہِ جاہلیت

قرآن مجید کی تفسیر اور فہم کے لیے عرب معاشرہِ جاہلیت کا ثقافتی تناظر ایک بنیادی کلید کی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن اسی معاشرے میں نازل ہوا، اسی کی زبان میں آیا، اسی کے رسم و رواج، عقائد، محاورات، سماجی ڈھانچے اور نفسیاتی کیفیت کو مخاطب کر کے انسانیت کے لیے ابدی پیغام لایا۔ لہٰذا جاہلیت کے ثقافتی ڈھانچے کو نہ سمجھنے والا قرآن کے اصل پیغام کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتا۔ علامہ ابن خلدونؒ نے اپنی مقدمہ میں لکھا ہے:

العرب كانوا أهل بداوة وجفاء، وكانت لهم عادات وأخلاق لا يمكن فهم القرآن إلا بمعرفتها

عرب معاشرہِ جاہلیت کی اہم ثقافتی خصوصیات

1. قبائلی نظام اور عصبیت

قبیلہ سب سے بڑی شناخت تھا۔ فرد کی عزت، حفاظت اور شناخت قبیلے سے جڑی ہوتی تھی۔ عصبیتِ جاہلیہ اتنی شدید تھی کہ قتل کے بدلے قتل، خون کے بدلے خون چلتا تھا۔

قرآن نے اسے توڑتے ہوئے فرمایا:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ[15]

2. وأد البنات (زندہ در گور کرنا)

لڑکی کو قبیلے کی کمزوری اور عار سمجھا جاتا تھا۔ معاشی بوجھ اور دشمن کے ہاتھ لگنے کا خوف تھا۔

قرآن نے اسے شدید ترین گناہ قرار دیا:

وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ[16]

3. سود کا ظالمانہ نظام

قرض کی رقم میں بار بار اضافہ (مضاعفہ ومزید) کیا جاتا تھا۔ نہ ادا کرنے والے کو غلام بنالیا جاتا تھا۔

قرآن نے اسے پوری شدت سے حرام کیا الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ [17]

4. شرک اور بت پرستی

۳۶۰ بت کعبہ میں تھے۔ لات، عزیٰ، منات، ہبل سب سے بڑے معبود تھے۔ لوگ انہیں اللہ کی بیٹیاں مانتے تھے۔ إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ[18] نے ان کی تردید کی۔

5. عورت کی حیثیت

عورت کو وراثت کا حق نہیں تھا، طلاق کے بعد عدت نہیں رکھتی تھی، شوہر کی موت پر اسے اس کے ورثاء میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ سورۃ النساء نے عورت کو وراثت، عدت، مہر اور حقوق دیے۔

6. شاعری اور فصاحت کی بالادستی

شاعر قبیلے کا ترجمان اور محافظِ عزت ہوتا تھا۔ سالانہ عکاظ کے میلے میں شعر کے مقابلے ہوتے تھے۔

قرآن نے انہی کو چیلنج کیا:

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنبَغِي لَهُ[19]

7. جنگ وجدل اور انتقام کا کلچر

چھوٹی سی بات پر نسلیں لڑتی رہتی تھیں (مثلاً جنگ بسوس ۴۰ سال چلی)۔ قرآن نے صلح اور معافی کو فضیلت دی۔ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ[20]

8. غلام داری اور طبقاتی تقسیم

غلاموں کو جانوروں سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا۔ قرآن نے غلاموں کو آزاد کرنے کو بہترین عمل قرار دیا فَكُّ رَقَبَةٍ [21]

خلاصہ کلام:

قرآن مجید ایک ابدی اور عالمگیر کلام ہے، مگر اس کا نزول ایک مخصوص تاریخی و ثقافتی ماحول میں ہوا۔ اس تحقیق سے یہ بات واضح ہوئی کہ اس تاریخی و ثقافتی تناظر کا علم قرآن فہمی کے لیے نہ صرف مفید بلکہ ناگزیر ہے۔ اسباب النزول، جاہلی رسم و رواج، عربوں کی لسانی عادات اور سماجی ڈھانچہ وہ کلیدیں ہیں جو آیات کے اصل پیغام کے دروازے کھولتی ہیں۔ کلاسیکی مفسرین سے لے کر عصرِ حاضر کے محققین تک سب نے اس تناظر کو تفسیر کی بنیاد بنایا، کیونکہ اس کے بغیر نہ تو آیت کا خاص مفہوم سمجھ میں آتا ہے اور نہ اس سے اخذ کردہ عالمگیر اصول کی گہرائی کھلتی ہے۔ یہ تناظر ہمیں بتاتا ہے کہ قرآن نے کس بیماری کا علاج کیا تھا، تاکہ ہم آج کی نئی بیماریوں کے لیے وہی دوائی نئی شکل میں استعمال کر سکیں۔ مگر یہ تناظر ایک "کلید" ہے، "قید" نہیں۔ اسے حدود سے تجاوز کر کے قرآن کی ابدیت، بلاغت اور شرعی احکام کی عالمگیریت پر غالب نہیں کیا جا سکتا۔ جو مفسر تاریخی تناظر کو متنازعہ مسائل (حجاب، جہاد، ربا، تعدد ازدواج، غلامی) پر یا تو مکمل نظر انداز کر دیتا ہے یا اسے اتنا غالب کر دیتا ہے کہ حکم خاص ہو کر رہ جاتا ہے، وہ دونوں

صورتوں میں قرآن کا حق ادا نہیں کرتا۔ صحیح راستہ وہی ہے جو شاہ ولی اللہ، امام رازی، مولانا مودودی اور ڈاکٹر محمد الغزالی جیسے اعتدال پسند مفسرین نے دکھایا: تاریخی صداقت کو بنیاد بنا کر عصری مطابقت اخذ کرو، تاکہ قرآن نہ صرف ماضی کی یادگار رہے بلکہ ہر دور کے زندہ مسائل کا زندہ حل بن کر سامنے آئے۔ یہی وہ متوازن طریقہ ہے جو قرآن کو ایک محض تاریخی دستاویز بننے سے بچاتا ہے اور اسے ہر دور کے لیے مشعلِ راہ بنائے رکھتا ہے۔

نتائج وسفارشات:

نتائج:

- قرآن کی ۲۵ فیصد سے زائد آیات کے پس پشت کوئی نہ کوئی خاص سببِ نزول موجود ہے۔ اسے نظر انداز کرنے سے آیت کا خاص مفہوم مسخ ہو جاتا ہے، جبکہ اس کا علم عالمگیر حکم کی گہرائی کو کھولتا ہے۔ (مثال: مسجد ضرار، آیتِ حجاب، آیتِ ربا)
- عربوں کے قبائلی نظام، عصبیت، وأد البنات، سود، شرک، عورت کی حیثیت اور شاعری جیسے ثقافتی عناصر کو سمجھے بغیر قرآن کی اصل بلاغت، اصلاحِ معاشرہ اور انقلابی پیغام واضح نہیں ہوتا۔
- آج کے مسائل (جدید بینکاری، انسانی سمگلنگ، میڈیا فحاشی، دہشت گردی) پر قرآن کے احکام کے درست اطلاق کے لیے جاہلی تناظر کا تقابلی مطالعہ ضروری ہے۔ اس کے بغیر یا تو انتہا پسندی جنم لیتی ہے یا لبرل ازم کو جواز ملتا ہے۔
- طبری، قرطبی، رازی، ابن کثیر اور سیوطی کی تفاسیر کا ۴۰ فیصد سے زائد حصہ اسنادِ نزول، شعر جاہلی، سیرت اور عربوں کے رسم ورواج پر مشتمل ہے، جو یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ تناظر تفسیر کی روح ہے۔

سفارشات:

- تفسیر ابن کثیر، تفسیر قرطبی، معارف القرآن جیسی مشہور تفاسیر کے نئے ایڈیشنز میں ہر سورۃ کے شروع میں "تاریخی وثقافتی پس منظر" کا ایک علیحدہ باب شامل کیا جائے۔
- رابطہ عالم اسلامی یا اسلامی فقہ کونسل کی سطح پر ایک مستقل کمیٹی قائم کی جائے جو حجاب، جہاد، ربا، تعدد ازدواج جیسے متنازعہ مسائل پر تاریخی تناظر کی روشنی میں عصری فتاویٰ جاری کرے۔
- قرآن ایپس (Quran Majeed، Tarteel، Muslim Pro) میں ہر آیت کے ساتھ "اسباب النزول" اور "ثقافتی سیاق" کا ایک کلک ایبل بٹن شامل کیا جائے تاکہ عام قاری بھی درست فہم حاصل کر سکے۔
- غیر مسلموں اور سیکولر حلقوں سے مکالمے میں تاریخی تناظر کو واضح کر کے قرآن کی عالمگیریت اور عصری مطابقت کو اجاگر کیا جائے۔

حوالہ جات:

[1] التوبۃ(۹):۱۰۷/۱۱۰۔

Al-Tawbah (9): 107–110.

[2] القیامۃ(۷۵):۲۶۔

Al-Qiyāmah (75): 26.

[3] شاہ ولی اللہ دہلوی، الفوز الکبیر فی أصول التفسیر (لاہور: مکتبہ سلفیہ، ۱۴۰۷ھ) ۳۵۔
[4] شیخ محمد الغزالی، نحو تفسیر موضوعي للقرآن الکریم (قاہرہ: دار الشروق، ١٩٩٦ء) ٤٥ ۔

Shāh Walī Allāh al-Dihlawī, al-Fawz al-Kabīr fī Uṣūl al-Tafsīr (Lāhaur: Maktabah Salafiyyah, 1407 AH), 35.

[5] القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لأحکام القرآن (قاہرہ: دار الکتب المصریہ، ۱۹۶۴ء) ۱/ ۴۲۔

Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad, Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyyah, 1964), 1/42.

[6] ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاویٰ (منصورہ: دار الوفاء، ۲۰۰۵ء) ۲۹/ ۱۸-۱۷۔
Ibn Taymiyyah, Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm, Majmūʿ al-Fatāwā (Mansurah: Dār al-Wafāʾ, 2005), 29/17–18.
[7] الشافعی، محمد بن ادریس، الرسالہ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۰ء) ۴۶۳۔

al-Shāfiʿī, Muḥammad ibn Idrīs, al-Risālah (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2000), 463.

[8] محمد الغزالی، نحو تفسیر موضوعی للقرآن الکریم، ۵۹-۵۸۔
[9] الزرقانی، محمد عبد العظیم، مناہل العرفان (قاہرہ: عیسی البابی الحلبی، ۱۹۵۰ء) ۱/ ۲۹۸۔
Al-Zurqānī, Muḥammad ʿAbd al-ʿAẓīm, Manāhil al-ʿIrfān, Cairo: ʿĪsā al-Bābī al-Ḥalabī, 1950), 1/298.
[10] مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن (مقدمہ)، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، ۱۹۸۲ء) ۱/ ۳۴۱-۳۵۱، ۳۲۵-۳۳۵۔
Maudūdī, Abū al-Aʿlā, Tafhīm al-Qurʾān (Muqaddimah), Lahore: Idārah Tarjumān al-Qurʾān, 1982, 1/341–351, 325–335.
[11] عثمانی، محمد تقی، فقہ المقالات (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۱۵ء) ۳/ ۲۴۸-۲۶۵۔
Uthmani, Muhammad Taqi, Fiqh al-Maqalat (Karachi: Maktaba Maarif al-Qur'an, 2015), 3/248-265.
[12] الغزالی، محمد. فقہ السیرہ (قاہرہ: دار الشروق، ۲۰۰۶ء) ۳۸۹-۳۹۲۔
Al-Ghazali, Muhammad, Fiqh al-Seerah (Cairo: Dar al-Shorouk, 2006), 389-392.
[13] القرضاوی، یوسف، الحلال والحرام (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، ۲۰۱۳ء) ۱۴۸-۱۵۵۔

Al-Qaradawi, Yusuf, Al-Halal wal-Haram (Beirut: Mu'assasat al-Risalah, 2013), 148-155.

[14] قطب، سید، فی ظلال القرآن (قاہرہ: دار الشروق، ۱۹۸۵ء ۶/ ۳۴۱۲-۳۴۲۰۔
Qutb, Syed, Fi Zilal al-Qur'an (Cairo: Dar al-Shorouk, 1985), 6/3412-3420.
[15] الحجرات (۴۹):۱۰۔

Al-Hujurat (49): 10.

[16] التکویر (۸۱):۹،۸۔

At-Takwir (81): 8-9.

[17] البقرۃ (۲):۲۷۸۔

Al-Baqarah (2): 278.

[18] النجم(۵۳):۲۳۔

An-Najm (53): 23.

[19] یس(۳۶):۲۹۔

Ya-Sin (36): 29

[20] الحجرات(۴۹):۱۰۔

Al-Hujurat (49): 10.

[21] البلد(۹۰):۱۳۔

Al-Balad (90): 13.